بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

شاہ مصباح الدین شکیل

رسول اللہ ﷺ کی دفاعی اور عسکری حکمتِ عملی

قرآن اور غزوات میں رہنما اصول

عہد نبوی ﷺ اور عصر حاضر میں مماثلتیں

ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ- (۱)

درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول (ﷺ) میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

اسی آیت میں آگے فرمایا گیا:

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا○

ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے،

اس بات کا امت کو زمانے سے یقین ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

تمام مسلمان یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھی غافل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کامل ہونے پر بھی ان کا ایمان ہے۔

وجود پاکؐ پہ فہرستِ انبیاء ہے تمام
انہیؐ پہ ختم ہے روح الامینؑ کی نامہ بری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی میں ۱۳ سال مکہ میں بسر ہوئے اور دس سال مدینہ منورہ میں۔ مکی زندگی ایمان، استقلال اور صبر سے عبارت ہے۔ کلمۂ طیبہ کے بعد ارکان دین میں سے صلوٰۃ کے ذریعے تزکیۂ قلب و نفس کیا جاتا رہا۔ حیات طیبہ کا مدنی دور غلبۂ اسلام کا زمانہ ہے۔ یہاں دیگر تین ارکانِ دین روزہ، زکوٰۃ اور حج کے علاوہ جہاد کے احکام بھی آئے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر تکمیل دین کا مژدہ اور اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا گیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (۲)

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

اسلام کے دین ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر شعبۂ حیات میں از مہد تا لحد اسلام کی رہنمائی موجود ہے۔ انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی حیثیت میں بھی۔ فرد کے لئے بھی امت کے لئے بھی۔

آج ہمارے ملک پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ پڑوسی بت پرست بھارت، مملکت خداداد پاکستان کے وجود کو مٹا کر اکھنڈ بھارت کا نصف صدی پرانا خواب شرمندۂ تعبیر کرنا چاہتا ہے۔ یہ دشمن حد درجہ عیار، ناقابل اعتبار اور وعدہ خلاف ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا ہوا ہے اور پاکستان کا وجود مستقل خطرے میں ہے۔

قائداعظمؒ نے اگر کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا ہے تو یوں ہی نہیں کہا۔ ہمارے ملک کے تمام دریاؤں کے منبعے کشمیر میں ہیں، جو ہماری خوشحالی کے لئے موت و حیات کا مسئلہ ہیں۔ سائنس داں کہہ رہے ہیں کہ آنے والی صدی میں دنیا میں پانی کے ذخائر کم ہو جائیں

گے۔ پچھلی صدی کی خوشحالی تیل کے چشموں کی وجہ سے تھی، آئندہ صدی میں وہی ملک خوشحال ہوگا جس کے پاس پانی کے ذخائر ہوں گے۔ پانی کے منبعوں پر قبضہ رکھنے کی واضح رہنمائی غزوۂ بدر میں ملتی ہے۔ ان حالات میں حیات طیبہ اور تعلیمات اسلامی میں کیا راہِ عمل ہے یہ ہمارے مقالے کا موضوع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے اسمائے گرامی مختلف صفات کے مظہر ہیں۔ ان میں ایک اسم گرامی رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ عربی لغت ''المنجد'' (اردو ایڈیشن) میں ''اَلْمَلْحَمَۃ'' کے معنی ہیں۔ ''گھمسان کی جنگ کا موقع''(۳) اس طرح ''رسول ملاحم'' کے معنی ''گھمسان کی لڑائی لڑنے والا'' رسول لئے جا سکتے ہیں۔

انبیاءؑ کی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ صرف چند رسولوں نے لڑائیاں لڑی ہیں۔ قرآن مجید میں بڑے اختصار کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشرکوں سے معرکوں کا ذکر ملتا ہے۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلاً مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِيْنَO(۴)

پھر جب ان (بنی اسرائیل) پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے تھوڑے لوگوں کے سوا سب پیٹھ دکھا گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے بے خبر نہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس بستی (اریحاء) میں بت پرست دشمنوں سے مقابلہ کر کے قابض ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت تمہارے ساتھ ہے، انہوں نے انکار کرتے ہوئے یہ تاریخی جملے کہے۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ O (۵)

اے موسیٰ تو اور تیرا رب دونوں جا کر ان سے لڑو۔ بلاشبہ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ (یعنی تماشہ دیکھتے ہیں)

دوسرے رسول حضرت داوٗد علیہ السلام ہیں جنہوں نے میدان جنگ میں بنی

اسرائیل کے بادشاہ طالوت کی طرف سے لڑتے ہوئے دادِ شجاعت دی۔(۶)

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ O فَهَزَمُوهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ O (۷)

اور جب وہ (مجاہدین) جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل ہوئے تو کہنے لگے۔ اے پروردگار! ہم کو صبر دے اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافر قوم پر ہم کو فتح و نصرت عطا فرما۔ پس اللہ کے حکم سے انہوں نے اُن (فلسطینیوں) کو شکست دیدی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے داؤد کو حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور جو مناسب جانا وہ سب کچھ سکھایا۔

تیسرے گھمسان کی جنگیں لڑنے والے ختمی مرتبت رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ارشاد مبارک ہے!

بُعثت بالسيف حتى يعبد الله لاشريك له، وجُعل رزقي تحت ظلِ رمحي، (۸)

مجھے تلوار دے کر بھیجا گیا یہاں تک کہ تمام عبادت تنہا اللہ ہی کی ہونے لگے اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے کے نیچے رکھا گیا ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اعلائے کلمۃ الحق، عدل و انصاف کے قیام اور انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلانے کا موثر ذریعہ تلوار یعنی طاقت ہے۔ یہ بات قابل فخر ہے۔ اہل مغرب نے جب الزام لگایا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تو سادہ لوح مسلم دانشور معذرتوں اور وضاحتوں کے دلدل میں پھنس گئے، حالانکہ فتنہ و فساد کو روکنے کے لئے جہاد و قتال ایک فلاحی حربہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوفَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ O (۹)

اگر اس طرح (قتال کے ذریعے) اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن دنیا کے لوگوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔(کہ وہ اس طرح دفع فساد کا انتظام کرتا رہتا ہے۔)

طعنہ زن مغربی اقوام نے مسلمانوں سے تلوار چھڑا کر خود اٹھالی اور مسلمانوں کو ان کے مفتوحہ ممالک سے بے دخل کر کے ان کے ممالک پر قبضہ کرلیا۔ استحصالی اور سازشی سامراجی حربے اختیار کر کے انہیں غلام بنالیا۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
تعلیم اس کو چاہئے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام سے محاسبہ یورپ سے درگزر

افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول علم کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ آپ ؐ کا حکم ہے:

تعلموا العلم وعلموه الناس (۱۰)

علم حاصل کرو اور اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔

آپؐ نے حصولِ علم پر اسی لئے توجہ دلائی کیونکہ علم ہی سے کائنات کے سربستہ راز کھلتے ہیں۔ علم ہی سورج کی شعاعوں (الفا پارٹیکل، گاما ریز اور لیزر شعاعوں کی مدد سے بننے والے اسلحہ) کو گرفتار کرتا ہے۔

علم ہی چاند پر پہنچ کر امکانات کے نئے دروازے کھولتا ہے۔ علم ہی تباہ کن ہتھیار (ایٹم بم، ہیڈروجن بم، نوٹران بم، میزائل) تیار کرتا ہے، علم ہی فضاؤں کی پہنائیاں ناپ کر ستاروں پر کمنڈیں ڈالتا ہے۔ علم ہی انسان کو جوہر خودی کی شناخت کرواتا ہے۔ علم ہی:

من عرف نفسه فقد عرفه ربه (۱۱)

جس نے اپنے نفس کو پہنچانا پس اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔

کے مقام پر پہنچاتا ہے۔

ایک اُمی لقب کا یہ اعجاز ہے
آدمی کو ملی علم کی روشنی

۲۳ سالہ عہد نبوت میں کل چار طاقتیں تھیں۔ ان میں عرب کے مشرک، بت پرست پڑوسی اور بڑی طاقت تھے۔ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلا اور راست سابقہ پڑا۔ دوسری قوت یہودیوں کی تھی جن سے مدنی زندگی میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ یہ دونوں جزیرہ نمائے عرب میں آباد تھے۔ یہود اور بنی اسرائیل میں فرق ہے قرآن مجید میں دونوں لفظ آئے ہیں اور دونوں ہم معنی نہیں ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیلؑ تھا، بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل ہے اور یہود حضرت موسیٰؑ کی امت ہے۔ ان کے علاوہ اس زمانے میں بھی دو سپر پاور تھیں۔ ایک رومن ایمپائر جس کا شہنشاہ قیصر کہلاتا تھا۔ شام، فلسطین، موجودہ ترکی، مصر، حبشہ اور عرب میں یمن کا علاقہ اسی بازنطینی حکومت کے زیرنگیں تھا۔ دوسری سپر پاور دولتِ عجم مجوسیوں اور آتش پرستوں کی مملکت تھی جس کے شہنشاہ کا لقب کسریٰ تھا۔ عراق کے بڑے حصے پر وہ قابض تھے۔ حیرہ میں مناذرہ خاندان ایرانی عملداری میں حکمران تھا۔ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خسرو پرویز (۵۹۰ تا ۶۲۸ء) کے نام دعوت اسلام کا خط حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے

ذریعہ روانہ فرمایا۔ کسریٰ کے دربار میں جب یہ نامۂ مبارک پڑھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اپنے نام سے پہلے سن کر وہ سخت مشتعل ہوا اور خط پھاڑ دیا۔(۱۲) ان دنوں یمن پر ایرانی گورنر باذان حکمران تھا۔ اس کو حکم نامہ لکھوایا کہ دو طاقتور سپاہی بھیج کر اس مدعیٔ نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے حضور روانہ کرو۔ سفیر سے یہ کیفیت سنی تو زبان وحی ترجمان سے ارشاد ہوا۔

''جس طرح اس نے میرے خط کو پُرزے پرزے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے فرمادے گا''۔ کچھ دنوں بعد فرمایا۔ کسریٰ مر گیا اور اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اسی طرح جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دونوں سلطنتوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔(۱۳) عہد فاروقی میں یہ دونوں پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔

اس طرح عہد نبوت میں اصل تین بڑی طاقتیں بت پرستوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی تھیں جن کے خلاف مدنی دور کے دس سالہ عہد میں ۵۶ سرایا، ۲۷ غزوات اور ۹ قتال ہوئے۔(۱۴) سریہ جمع سرایا وہ مہم جس میں رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہیں ہوتے بلکہ صحابہؓ میں سے کسی کو امیر مقرر فرماتے۔ اس کا مقصد بڑے حزم واحتیاط سے دشمن کی نقل وحرکت پر کڑی نظر رکھنا ہوتا۔ اس کے لئے چھاپہ، جھڑپ اور طاقت آزمائی کے ذرائع کام میں لائے گئے۔ سریہ میں ایک یا ایک سے زیادہ افراد بھی بھیجے گئے۔

غزوہ جمع غزوات یہ وہ جنگیں ہیں جس میں رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس سپہ سالار کے فرائض انجام دیئے۔ ۲۷ کے منجملہ ۱۸ معرکوں میں تلوار کا استعمال نہیں ہوا۔ نو غزوات ۱۔ بدر، ۲۔ احد، ۳۔ مریسیع، ۴۔ خندق، ۵۔ قریظہ، ۶۔ خیبر، ۷۔ فتح مکہ، ۸۔ حنین اور ۹۔ طایف، ان میں رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا۔ مدینہ منورہ کی شہری مملکت روزانہ ۲۷۴ مربع میل کے اوسط سے وسیع ہو رہی تھی۔ آٹھ سالہ مدنی دور قتال میں تقریباً ہندوپاکستان کے برابر علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ یہاں یہ بات بڑی اہم ہے کہ ان غزوات میں جملہ ۱۰۴۸ افراد کام آئے۔ جن میں شہداء کی تعداد ۱۲۵ اور کفار کے ۹۲۳ آدمی قتل ہوئے۔(۱۵) قیدیوں کی تعداد ۶۰۷۰ تھی۔ جن میں بجز چند سب آزاد

کر دیئے گئے۔ یہ خون آدم کے احترام کا درخشاں باب ہے۔ اس کے مقابلہ میں دیگر اقوام کے جنگی مقتولوں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں میں پہنچتی ہے۔ صرف ہیروشیما اور ناگاساکی میں ۳۵۳۶۵۲ بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ایٹم بم گرا کر ڈھٹائی سے اپنے چہرے پر تہذیب کا غازہ ملتے ہیں۔ نئی نئی منڈیاں اپنی مصنوعات کی کھپت کے لئے ہتھیالیں۔ ایک ایٹم بم کی ہلاکت خیزی سو سالہ اسلامی فتوحات کے مجموعی جانی نقصان سے کئی گنا بھاری ہے۔

سیرت طیبہ کے طالب علم کے لئے تاریخ کی یہ عجیب و غریب مماثلت حیران کن ہے کہ جو قوتیں عہد نبوت میں موجود اور برسر پیکار تھیں آج بھی باقی ہیں اور دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں سے دست بگریباں ہیں۔ بت پرست بھارت، کفار مکہ کی طرح مملکت پاکستان کا نقشِ وجود مٹانا چاہتا ہے۔ یہاں دونوں میں ایک بڑے فرق کی نشان دہی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ قریش بھی بت پرست تھے مگر تھے عربی النسل، بہادر، صاف گو جو دل میں وہی زبان پر۔ اگر خون کے پیاسے دشمن کو بھی ایک بار پناہ دے دیتے تو وقت پڑتا تو اس کی جان بچانے کے لئے اپنی جان پر کھیل جاتے بلکہ ضرورت پڑتی تو قبیلہ تک کو داؤ پر لگا دیتے۔ ہمارا بت پرست ہمسایہ بزدل، قول سے مکرنے والا، مکّار اور عیّار برہمن ہے۔ زباں پہ رام رام اور بغل میں چھری۔ جس طرح قریش مکہ کا یہودیوں سے خفیہ گٹھ جوڑ اور سازشی تعلق تھا بالکل اسی انداز کا آج بھارت اور اسرائیل کا سنمبدھ ہے۔ کارگل کی تلخی کے دنوں میں پاکستان کی ایٹمی توانائیوں کی تنصیبات کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیلی طیارے اور کمانڈوز مشرقی پنجاب کے ہوائی اڈوں پر موجود تھے۔ جدید خطرناک تباہ کن اسلحہ کی فراہمی کے لئے بھارت اسرائیل سے خفیہ معاہدہ کر رہا ہے۔ مختصر یہ کہ مسلمانوں سے بغض میں ہنود اور یہود ایک جان اور دو قالب ہیں۔ ان کی اس معاندانہ روش پر اللہ تعالیٰ نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔(۱۶)

دنیا میں تم ایمان والوں کا شدید ترین دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے۔

یہاں ایک بات اور قابل غور ہے کہ عیاّری، مکر و فریب، وعدہ خلافی، دجل و دغا کی اقدار بد دونوں میں مشترک ہیں۔ مکہ کے بت پرست اور مشرک عربی النسل تھے ان میں چند خوبیاں بھی تھیں۔ وہ دلیر، زبان کے کھرے اور وعدہ کے پکے تھے۔ کسی کو پناہ دیتے تو اس کی خاطر اپنی جان اور مال قربان کر دیتے، چاہے وہ خونی دشمن ہی کیوں نہ ہو اس کے بر خلاف آریائی النسل کا برہمن ان صفات کے برعکس پیٹھ میں خنجر گھونپنے والا، وعدہ کر کے مکر جانے والا عیار دشمن ہے۔

ادھر یہود و نصاریٰ کی سازشوں اور عیارانہ چالوں سے ۱۹۴۸ء میں اسرائیل وجود میں آیا۔ سیکڑوں سال سے آباد عربوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کیا۔ قبلہ ٔ اول بیت المقدس پر قبضہ، مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر، مملکت اسرائیل کے حدود خیبر اور مدینہ منورہ تک وسیع کرنے کے خفیہ منصوبے سامنے آتے جارہے ہیں۔ اسرائیل میں امریکہ اور یورپ جدید اسلحہ کے انبار لگارہاہے۔ بقول علامہ اقبال ؂

فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے

شروع ہی سے اسرائیل کا وجود عربوں کے جسد میں ناسور کی مانند ہے اور یہ ناسور سرطان بن کر پھیلتا جارہاہے۔ عیسائی سازشوں نے عرب اتحاد کو خصوصاً اور عالمِ اسلام کو عموماً اپنی خفیہ سازشوں سے کمزور و بے بس کر دیاہے۔ مغرب کا تصور قومیت عربوں میں سرائت کر گیاہے اور ملت کا تصور دم توڑ رہاہے۔ عہد نبوی ﷺ کی طرح آج کی دنیا میں بھی یہودی دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔ اندرونی سازشوں سے مسلمانوں کو کمزور بنایا جارہاہے۔ سودی کاروبار اور مہاجنی ہتھکنڈے دونوں ان کا مرغوب پیشہ ہیں۔

تیسری طاقت عیسائیوں کی تھی۔ رومن ایمپائر یعنی بازنطینی مملکت۔ ۸ ہجری میں معرکہ ٔ موتہ میں پہلی بار مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پھر ۹ھ میں حیات طیبہ ؐ کا آخری غزوہ۔ غزوۂ تبوک ہوا۔ مدینہ منورہ سے تقریباً ۷۰۰ کلومیٹر دور عرب کی سرحد پر رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ۳۰ ہزار مجاہدین تبوک پہنچ گئے۔ عیسائیوں پر اس درجہ رعب غالب ہوا کہ مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ عرب اور رومی سلطنت کی سرحد پر معاہدات کے ذریعہ اسلامی مملکت کی حفاظت کے لئے Buffur

States عاجز مملکتیں قائم فرمائیں۔ غزوۂ ابواء کے موقع پر بھی بنی ضمرہ سے قریش سے جنگ کی صورت میں اسی طرح ناطر فداری کا معاہدہ فرمایا تھا۔ ۲۰ دن ان کا انتظار کر کے مجاہدین مدینہ منورہ لوٹے۔(۱۸) یہاں یہ بات ذہن نشیں رہے کہ عہدِ نبوت کا یہ عیسائی دشمن آج بھی مسلمانوں کے درپۓ آزار ہے۔ عراق کی ابھرتی ایٹمک پاور کو حیلوں بہانوں سے ہوائی حملوں کا تختہ مشق بنایا گیا۔ "الكفر ملة واحدہ" کے مصداق امریکہ اور دیگر عیسائی مملکتیں برطانیہ، فرانس، جرمنی وغیرہ اقتصادی پابندی عائد کر کے اس مسلم طاقت کو مفلوج کر رہے ہیں۔ قلب مغرب بلغاریہ (یوگوسلاویہ) میں بوسنیا کی آزاد مسلم مملکت عیسائیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ وہاں سرب عیسائیوں نے پڑوسی مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ کوسوا میں مسلمانوں کی نسل کشی منظّم منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ سیکڑوں مسلمانوں کی اجتماعی قبریں ہر روز دریافت ہو رہی ہیں۔ بوسنیا اور کوسوا میں عیسائیوں نے قیامت صغریٰ برپا کر رکھی ہے۔

اقوامِ متحدہ کا عالمی ادارہ صلیبی جنگوں کے اس تسلسل پر خاموش تماشائی ہے۔ حفیظ تائب کی فریاد بحضور رسالت مآبؐ کتنی دلدوز اور مبنی بر حقیقت ہے۔

کشمیر ہو یا بوسنیا، چیچنیا ہوں
اعدا کے کڑے ہاتھ ہیں اے سیدّ سادات
آمادۂ شر پھر ہیں ستمگر مرے آقا
امت کی خبر لے مرے سرور مرے آقا
کشمیریوں پہ کوہِ الم ٹوٹ پڑا ہے
خوں ریز ہیں کہسار کے منظر مرے آقا
فریاد کناں ہیں درودیوار فلسطین
ہیں نوحہ بہ لب مسجد و منبر مرے آقا

سویٹ یونین کی سپرپاور، افغانستان میں مجاہدوں کے جوش ایمان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔ اس جہاد نے بیسویں صدی کا یہ معجزہ افغانستان میں دکھایا کہ چیونٹی سے ہاتھی کو مروا دیا۔ ایسی ضرب لگائی کہ ملحد سویت یونین کا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا۔ چھ مسلم

ریاستیں، تاجکستان، ترکمانستان، کرغیزیہ، قازقستان، آذربائیجان اور ازبکستان اشتراکی چنگل سے آزاد ہوئیں۔ جذبہ جہاد سے سرشار چیچنیا آج بھی روس سے آزادی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس سے ملحقہ ریاست داغستان نے بھی ۱۰/ اگست ۱۹۹۹ء کو جذبۂ جہاد کے ساتھ اعلان آزادی کر دیا۔ ملحد روس نے بغاوت کا الزام لگا کر اندھا دھند بمباری شروع کر دی ہے۔ پوری ملت کفران کی پشت پناہ بن گئی ہے۔ عہد نبوت کی دولتِ عجم (ایرانی مملکت) جس طرح پارہ پارہ ہوگئی وہی حشر ملحدوں کی اشتراکی قوت کا ہونے والا ہے۔ یہ سب جہاد کی برکت ہے۔ ایک مجاہد اسامہ بن لادن کے نام سے واحد سپر پاور لرزہ براندام ہے۔ کشمیر میں کارگل کے پہاڑی مورچہ پر مٹھی بھر مجاہد ے لاکھ بت پرستوں کو ناک چنے چبوا چکے ہیں۔

۱۲/ صفر ۲ھ (۴/ اگست ۶۲۳ء) کو جہاد بالسیف کی اجازت ملی۔

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُونَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوا – (۱۸)

اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے۔ جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔

تفسیر ابن جریر کی رو سے قتال کے بارے میں نازل ہونے والی پہلی آیت سورۃَ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۰ ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَتِلُو نَكُمْ وَلَاتَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ O (۱۹)

اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اگلی آیت میں ارشاد ہوا :

وَاقْتُلُوهُم حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَاَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ –(۲۰)

ان سے لڑو جہاں بھی تمہارا مقابلہ پیش آئے اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔ اس لئے کہ قتل اگرچہ بُرا ہے مگر فتنہ اس

سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

انبیاءؑ سابقین کو بھی جہاد کی اجازت دی گئی تھی۔ جہاد "جہد" (طاقت) سے مشتق ہے۔ مقصد اللہ خود بیان فرماتا ہے سورۂ بقرہ آیت ۲۵۱!

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ O(۲۱)

اگر اللہ بعض لوگوں کے شر و فساد بعض لوگوں کے ہاتھ سے دفع نہ فرماتا تو تمام زمین میں فساد پھیل جاتا۔

محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی طاقت کو پانی کی طرح بہا دینا۔ اس کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔ مجاہد کا رضائے الٰہی کی خاطر جان و تن کا نذرانہ مرتبۂ شہادت ہے۔

اگر مقصود توسیع مملکت، مال، نام اور اظہار طاقت ہو تو وہ جہاد نہیں بلکہ حرب ہے۔

سورۂ صف کی ۱۱ویں آیت میں جہاد کی دو بڑی اقسام کا ذکر ہے۔

۱۔ راہِ حق میں مال کا جہاد

اس میں زکوۃ صدقات، خیرات، عطیات، محصولات وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ جان کے جہاد کی تین قسمیں ہیں

۱۔ تزکیۂ نفس، ۲۔ جہاد علم، زبان اور قلم دونوں سے۔ سلطان جابر کے آگے حق بات کہنا زبان کا جہاد ہے۔

۳۔ جہاد بالسیف

اس کے لئے قرآنی اصطلاح قتال ہے۔ اس کا مقصد حق کی سربلندی ہے۔ یہ ایک فلاحی حربہ ہے جو نوع انسانی کو شر و فساد سے بچاتا ہے۔ قتال ہمیشہ نظریات کے خلاف ہوتا ہے افراد کے خلاف نہیں ہوتا۔ ہندومت، یہودیت، عیسائیت اور اشتراکیت نظریات ہیں۔ مشرک، بت پرست اور ملحد نظریۂ اسلام کے کھلے دشمن ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے بارے میں تاریخ شاہد ہے اور قرآن مجید تصدیق کرتا ہے کہ دو امتیں دنیا میں ہمیشہ فتنہ و فساد، ضلالت و

گمراہی اور جبر و ظلم کی ذمہ دار رہی ہیں۔ سورۂ فاتحہ میں جن مغضوب قوموں کا ذکر ہے۔ وہ یہی ہیں۔ ان کے بارے میں سورۂ مائدہ کی آیات نمبر ۵۱ تا ۵۶ میں قیامت تک کے لئے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے واضح حکم ہے۔ یہ وہ آئینہ ہے جس میں مسلم مملکتوں کے حکمران اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں، بقول علامہ اقبال ؎

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟

يٰاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰىٓ اَوْلِيَآ ءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُم مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِى قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيْهِمْ يَقُوْلُونَ نَخْشٰىٓ اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْاَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوا عَلٰى مَآ اَسَرُّوا فِىٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ○ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمٰنِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوا خٰسِرِيْنَ ○ يٰاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجٰهِدُوْنَ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ ءَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (۲۲)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا

رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں۔ "ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں" مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمہیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے اور اُس وقت اہل ایمان کہیں گے "کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں"۔ ان کے سب اعمال ضائع ہوگئے اور آخرکار یہ ناکام اور نامراد ہو کر رہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے لوگ ایسے پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جدوجہد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنالے تو اُسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔"

ان اسلام دشمن طاقتوں سے نبٹنے کے لئے کتاب زندہ جس کی حکمت لازوال ہے یعنی قرآن مجید نے چند رہنما ابدی اصول عطا فرمائے۔ ان کی عملی افادیت رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمائی۔ غزوۂ بدر حق و باطل کے پہلے معرکے کے بعد سورۂ انفال نازل ہوئی اس میں مال غنیمت کی تقسیم کے علاوہ دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کی زرین ہدایتیں ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو کامیابی یقینی ہے۔

ہم اسے بلاشبہ اسلام کا نظریۂ جنگ یا دفاعی حکمت عملی کہہ سکتے ہیں۔ سورۂ انفال میں ارشاد ہے۔

وَاَعِدُّوالَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّ كُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُو نِهِمْ لَا تَعْلَمُوْ نَهُمُ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وما تُنْفِقُوا مِنْ شَىْ ءٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ وَاِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَ كَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَاِنْ يُرِيْدُوْٓا اَنْ يَخْدَ عُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ- (۲۳)

”اور تم لوگ جہاں تک بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کردو جنھیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کروگے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔“ اور (اے نبیؐ) اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے اور اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو تمہارے لئے اللہ کافی ہے۔“

اسی سورہ میں فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَا ثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَا تَنَزَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (۲۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب

ہوگی اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سورۂ صف میں ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ (۲۵)

اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

سب سے پہلی چیز جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ اسباب طاقت جمع رکھنے کا حکم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ خطرہ سر پر آجائے اور تیاری شروع ہو۔ پھر تو دشمن اپنا کام کر جائیگا موجودہ حالات میں اسباب طاقت درج ذیل ہیں۔

۱۔ مستقل فوج جو ہر وقت الرٹ رہے۔
۲۔ عسکری تربیت اور جنگی مشقوں کا تسلسل۔
۳۔ اسلحہ وبارود کی فیکٹریاں تاکہ توازن قوت باقی رہے۔
۴۔ دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لئے اسلحہ کی نمائش آج کی اصطلاح میں اسلحہ برائے امن
۵۔ جدید ترین اسلحہ تحقیق کی لیبارٹریاں تاکہ دشمن کے اسلحہ کا توڑ کیا جائے۔ اس کا مقصد دشمن کو خوف زدہ اور مرعوب رکھنا ہے تاکہ حملے کی جرأت نہ ہو۔

دوسرا حکم مقابلے کے لئے تیار بندھے رہنے والے گھوڑوں کا ہے۔ عہد نبوی میں سرعت کے ساتھ دشمن کے سر پر پہنچنا کا یہ ذریعہ تھا۔ آج کے دور میں یہ بمبار طیارے F-16، میراج، سپر سانک طیارے فضائی حملوں کے لئے ہیں۔ سمندری لڑائی کے لئے تباہ کن بحری جہاز، آب دوز، طیارہ بردار جہاز وغیرہ وغیرہ۔ زمینی لڑائی کے لئے ٹینک، بکتر بند گاڑیاں وغیرہ وغیرہ اسی تسلسل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت اہم حدیث ہے جسے صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامرؓ نے روایت کی ہے۔ اس کا ابتدائی جز سورۂ انفال کی

آیت ۶۰ کا ہے اور آخری حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت نبوی کا شاہکار ہے۔

وَاَعِدُّ و لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ اَلاَ اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلاَ اِنَّ الْقُوة الرَّمیُ اَلاَ اِنَّ الْقُوةَ الرّمیُ۔ (۲۶)

اور تیار رکھو ان کے لئے جو تم سے ہو سکے قوت سے آگاہ رہو کہ قوت الرمیِ میں ہے۔ آگاہ رہو کہ قوت الرمیِ میں ہے۔ آگاہ رہو کہ قوت الرمیِ میں ہے۔

صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! الرمیِ سے کیا مراد ہے؟

فرمایا وہ ہتھیار جسے دور بہت دور موجود دشمن پر پھینک کر اس کو نقصان پہنچایا جا سکے۔ عہد نبوی میں یہ ہتھیار تیر تھا۔ رسول ملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازی کی مشق کی ہر طرح حوصلہ افزائی فرمائی۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا۔

تم لوگ نشانہ بازی اور شہہ سواری سیکھو مجھے یہ زیادہ پسند ہیں۔ ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں...... اور جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس کو چھوڑ دے اور اس سے بے پرواہ ہو جائے تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ کفران نعمت کیا۔ (۲۷)

دونوں دشمن پر سرعت سے پہنچتے ہیں۔ آج کے دور میں پستول، مشین رائفل، مشین گن، راکٹ، گرینیڈ اور توپیں یہی کام انجام دیتی ہیں۔ جہاد کے لئے ان کا حصول اور ان کے چلانے میں مہارت حضور کی پسندیدگی کا باعث ہیں۔ صحیح مسلم ہی کی ایک حدیث ہے جس میں خوش خبری کے ساتھ مشق کی ہدایت ہے فرمایا

عنقریب بہت سے ممالک تمہارے زیر نگیں ہوں گے۔ اللہ تمہیں فتح ونصرت عطا فرمائے گا لہٰذا تم تیر اندازی (الرَّمْیِ) کے فن اور مشق کو جاری رکھنے میں سستی نہ کرنا۔ (۲۸)

حضرت عقبہ بن عامرؓ راوی ہیں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اللہ ایک تیر کی بدولت تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا۔(۲۹)

۱۔ تیر بنانے والا جو نیکی (جہاد) کے ارادے سے بنائے۔

۲۔ مجاہد کو تیر کی مدد (سامان) فراہم کرنے والا۔

۳۔ تیر چلانے والا۔

عہد نبوی کا الرمُی تیر تھا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے عصر حاضر میں یہ میزائل ہے۔حتف، عنزہ، شاہین، غوری۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے ان سے زیادہ سرعت سے اپنے ہدف پر ٹھیک نشانے لگانے والے گائیڈڈ میزائل، انٹی سٹلائیٹ الفا پار ٹیکل، گاماریز، لیزر ریز کا حصول بھی ضروری ہے تاکہ الیکٹرانک وارفیر کی ضروریات اور تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ طاقت کے ان سرچشموں ”امی“ کی پیشین گوئی ۱۴سو سال پہلے وحی ترجمان نے فرمادی۔ عالم اسلام میں یہ شرف پاکستان، ڈاکٹر عبد القدیر خان اور ان کے رفقاء سائنس دانوں کو حاصل ہوا۔ حدیث مبارکہ کی روشنی میں انشاء اللہ یہ تینوں گروہ اجر عظیم کے مستحق ہیں ساتھ ہی مزید تجربوں کی بات بھی ذہن میں رہے کہ ان کی مشق یعنی تجربے کفران نعمت کے حکم میں آتی ہے۔ ہمارے مسلم سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صلاحیت صرف یہود، عیسائی یا ہندو سائنس دانوں کی اجارہ داری نہیں بلکہ مسلم ذہن بھی اس میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑ سکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلم سائنس دانوں نے ہی مختلف جہتوں میں تحقیقات کی ابتداء کی۔ بھارت بھی ایک ہندوستانی مسلم ذہن کا مرہون منت ہے۔ جن کا نام ڈاکٹر ابو الکلام ہے۔

طاقت اور قوت کے حصول کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا!

وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَیْ ءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَO (۳۰)

”اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمہاری طرف پلٹایا جائے گا۔ تمہارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔“

اس کی تشریح یہ بھی ہو سکتی ہے کہ میزائل بنانے / ایٹم بم بنانے کا خرچ بھی اللہ

کی طرف ہے۔ اگر اٹامک اور میزائل ٹیکنالوجی مسلم ممالک کو فروخت کردی جائے تو اخراجات بھی اللہ کے وعدہ کے مطابق مل جائیں گے۔ پاکستان قرضوں کے وبال اور یہودی عالمی مالیاتی اداروں کے جنجال سے نکل آئے گا جس نے ہماری اقتصادی ترقی روک دی ہے۔ اس سے پہلے کہ دشمن ہماری تنصیبات پر حملہ کردے، ہمیں دلیری اور تدبر سے اللہ کے بتائے ہوئے اس طریقے سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس سے مسلم امہ میں خود اعتمادی پیدا ہوگی یہ ہمارا فرض اور ہمارے دینی بھائیوں کا حق ہے۔ ان کے لئے اس کی حیثیت "اسلحہ برائے امن" اور توازن قوت کی کوشش ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک وارننگ بھی دی ہے۔

وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ وَاَمْتِعَتِکُمْ فَیَمِیْلُونَ عَلَیْکُم مَّیْلَةً وَاحِدَةً ط (۳۱)

کفار اس تاک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔

دفاعی حکمت عملی کے بارے میں قرآن مجید کے ابدی رہنما اصولوں کو نہ صرف اچھی طرح ذہن نشین کیا جائے بلکہ اس پر پورا پورا عمل ہی ہماری ملی زندگی کی ضمانت ہے۔ اس پس منظر میں لسان وحی ترجمانؐ کی ان احادیث مبارکہ کو بھی حرز جاں بنایا جائے جو مسلم امہ کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتی ہیں۔

حضرت ثوبان کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

اے ثوبان! تمہاری ہمت کہاں ہوگی اگر تم پر دوسری قومیں اس طرح ٹوٹ پڑیں جس طرح تم کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہو۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ہماری یہ حالت قلت تعداد کی وجہ سے ہوگی؟ فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ تم تعداد میں زیادہ ہو گے لیکن تمہارے دلوں کے اندر کمزوری اور بزدلی پڑ جائے گی۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول کمزوری سے کیا مراد ہے؟ فرمایا تمہارا دنیا کی محبت میں

گرفتار ہو جانا۔ لڑائی (باطل) سے جی چرانا۔ (۳۲)

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آج کی مسلم اُمہ پر صد فی صد منطبق ہوتا ہے۔ کہنے کو ان کی آبادی ایک ارب سے زیادہ ہے۔ ۵۴/ آزاد مسلم مملکتیں اقوام متحدہ کی ممبر ہیں لیکن ایمان کی کمزوری ہر معاملہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ امریکہ اور آنجہانی روس کی سپرپاور کے آگے بزدل ثابت ہو رہے ہیں۔ جابر کو جابر کہنے سے ڈرتے ہیں افسوس کہ مسلم حکمراں اس درجہ بے توفیق ہوگئے ہیں۔ اگر دنیا میں عزت، وقار اور سربلندی کے ساتھ زندہ رہنا ہے تو اپنی ملی کمزوریوں کو دور کریں تاکہ ان سے وہ کام لیا جائے جو ان کے لئے مقدر ہے ۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

ایمان کو تازہ و پختہ کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ذوق شہادت، عقبیٰ کی ابدی زندگی میں کامیابی کی راہ۔ وہی قومیں دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہ سکتی ہیں جن کے افراد موت سے محبت کرتے ہوں۔ ملت کا حدی خواں اقبال بھی حدیث مبارکہ سے متاثر ہو کر دعا کرتا ہے ۔

وا رہاں ایں قوم راہ از ترس مرگ

اے خدا اس کو موت کے خوف سے رہائی دے۔

اس موقع پر لسان وحی ترجمان صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ ایمان کو پختہ، حب دنیا کی بجائے آخرت کی تمنا بیدار کرتا ہے جو اوّلین مجاہدانِ حق و باطل کے سامنے میدان بدر میں جہاد کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا تھا۔

> مسلمانو! بے شک میں تمہیں رغبت دلاتا ہوں اس چیز کی طرف جس کی رغبت اللہ بزرگ و برتر نے دلائی سنو! سچائی اور صداقت کی منزلوں میں سے ایک منزل پر آج تم آگئے ہو۔ یہاں جو کام تم صرف اللہ کی خوشنودی کی نیت سے کرو گے وہی قبول کیا جائے گا۔ پس لڑائی کے وقت تمہارا ارادہ صرف اعلائے کلمۃ الحق ہی کا ہو۔ سختیوں اور مایوسیوں میں صبر و ثابت قدمی اختیار کرنے سے تمام رنج و

غم دور ہو جائیں گے۔ مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور آخرت میں نجات حاصل ہو گی۔

تم میں اللہ کا نبی موجود ہے جو تم کو (عذاب) سے ڈراتا ہے اور نیکی کا حکم دیتا ہے۔ خبردار! آج کسی ایسی غلطی کے مرتکب نہ ہو جانا جس سے اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہو جائے۔ اب جہاد کا موقع ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے ایسی پر خلوص دعائیں مانگو اور ایسے اچھے عمل کرو کہ اس نے جو تم سے وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو جائے۔ اس کی رحمت اور بخشش تم کو اپنی آغوش میں لے لے۔ اللہ کے وعدے سچے ہیں اور اس کے عذاب بھی بڑے سخت ہیں۔

سنو! میں خود اور تم سب بھی اسی حیّ القیوم ذات کی مدد سے یہاں بس سکتے ہیں۔ ہم سب اس کے سامنے جھکتے ہیں۔ اسی پاک ذات سے طاقت پاتے ہیں ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اسی کی طرف ہم سب کو لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے۔(۳۳)

ہر زمانے میں مسلمانوں کی کمزوری، بزدلی، حب دنیا کو دور کرنے کے لئے یہ ہدایات آب زر سے لکھ کر پیش نظر رکھنا چاہئے۔ باطل کے خلاف لڑائی سے جی چرانے والوں کے لئے یہ وارننگ کہ اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، خواب سے بیدار کرنے والی "بانگ درا" ہے۔ قرآن میں ہمیں یہ تصور حیات عطا ہوا، ارشاد باری ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (۳۴)

تم بہترین امت ہو جسے انسانوں (کی ہدایت) کے لئے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

عہد حاضر میں کسی معاشرہ کا رہنما اصول "في الدنيا حسنه و في الآخره

حسنہ" نہیں سب یک رخی ہیں۔ دنیا دونوں ہاتھ سے لوٹنے میں مصروف ہیں۔ ؎

رعنائی تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔(۳۵)

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص دنیا کو اپنا محبوب و مطلوب بنائے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا اور جو کوئی آخرت کو محبوب بنائے گا وہ اپنی دنیا کا ضرور نقصان کرے گا۔ پس فنا ہونے والی دنیا کے مقابلہ میں، باقی رہنے والی آخرت اختیار کرو۔(۳۶)

مسند امام شافعی میں حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

سن لو اور یاد رکھو کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے۔ اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اس میں سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت مقرر وقت پر آنے والی ایک سچی اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا شر اور دکھ اور اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں۔ پس خبردار، خبردار اللہ سے ڈرتے ہوئے ہر کام کرو اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے، پس جس نے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو بھی

پالے گا۔(۳۷)

دنیا اور عقبیٰ کے لئے بھلائیوں کا درس دینے کے بعد جہاد و شہادت کی اہمیت دلوں میں راسخ کی گئی۔ نظریۂ شہادت صرف اور صرف دین اسلام میں ہے۔ ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کی جنگی حکمت عملی کے پیچھے ایسا کوئی حرکی، انقلابی اور روحانی تصور نہیں جو سپاہی کو از خود جان دینے پر آمادہ کرتا ہو۔ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینے والا، میدان جنگ سے بچ کر آیا تو غازی ہے اور اگر نقد جان ہار گیا تو شہید۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

قرآن مجید نے جہاد کے بارے میں فرمایا!

انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالاً وَجٰهِدُوا بِاَمْوٰلِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ (۳۸)

نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (۳۹)

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ظلم و ستم کو مٹانے سے ہچکچانے والوں سے سوال ہوتا ہے!

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَتِلُونَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَّنَامِنْ لَّدُنْكَ

نَصِیْرًا O(۴۰)

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔

جہاد کا مقصد کیا ہے؟

وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَاتَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلاَ عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظَّالِمِيْنَ O (۴۱)

تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے خالص ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مؤمِنِيْنَ O وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مِنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِمٌ حَكِيْمٌ O (۴۲)

کفار اور مشرکین سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی جلن کو مٹادے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَO(۴۳)

اور جو لوگ ہمارے راستے میں جہاد کریں کے ہم ان کے لئے اپنے راستے آسان کر دیں گے اور یقیناً اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں جہاد کی فضیلت و منزلت ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہر قریب اور دور کے دشمن سے جہاد کرو اور اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو اور اللہ کی حدود کو قائم کرو، حضر اور سفر دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو پشمانی اور رنج سے نجات دلاتا ہے۔(۴۴)

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جس نے جہاد کیا نہ مجاہد کو سامان مہیا کیا اور نہ مجاہد کے اہل و عیال کی نیک نیتی سے دیکھ بھال کی وہ قیامت کے دن شدید آفت سے دوچار ہوگا۔(۴۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کا ارادہ دل میں رکھا، وہ نفاق کی حالت میں مرا۔(۴۶)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا:

> فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے البتہ جہاد اور نیت ہے۔ پس جب تم کو جہاد کے لئے بلایا جائے تو تم سب اپنے گھروں سے نکل پڑو۔(۴۷)

قرآن مجید میں شہیدوں کے لئے عجیب و غریب بات فرمائی جو دنیا والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معجزاتی قدرت کا ایک ثبوت ہے۔

> وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَ لٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ○ (۴۸)

> اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں۔ انہیں مردہ نہ کہو، ایسے لوگ

تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ (۴۹)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پارہے ہیں۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش خبری دی، حضرت ابوعبسؓ روایت کرتے ہیں!

جس بندے کے پاؤں راہ خدا میں غبار آلود ہو جائیں پھر ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔(۵۰)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص دنیا میں اس خیال سے واپس آنے کو پسند نہ کرے گا کہ زمین میں جو کچھ ہے اس کو پھر مل جائے، مگر شہید اس کی آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس آجائے اور دس مرتبہ مارا جائے اس لئے کہ وہ شہادت کی عظمت اور ثواب کو جانتا ہے۔(۵۱)

جس نے تلقین کی جس نے تہدید کی
بار ہا جس نے لوگوں کو تاکید کی
یاد رکھے یہ میرا ہراک امتی
تاقیامت جہاں میں کہیں اور کبھی
آدمیت پہ ظلم و ستم ہو اگر
عورتوں کے سوا ہر مسلمان پر
فرض ہے بر بنائے حقوق العباد
الجہاد الجہاد الجہاد الجہاد

(رحمٰن کیانیؒ)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۂ احزاب آیت ۲۱،

۲۔ سورۂ مائدہ، آیت ۳

۳۔ المنجد، اردو ایڈیشن، ص ۹۱۷، مطبوعہ مرکزی ادارۂ تبلیغ دینیات دہلی،

۴۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۴۶،

۵۔ سورۂ مائدہ، آیت ۲۴،

۶۔ قصص القرآن، حفظ الرحمٰن سوہاروی، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، ج ۱/ ص ۵۱۵،

۷۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۰۔۲۵۱،

۸۔ مسند احمد ج ۲/ ص ۱۴۷، رقم ۵۰۹۳، بیروت ۹۳،

۹۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۱

۱۰۔ خطبِ العمری، مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی ۱۳۶۸ھ، ص ۳۴،

۱۱۔ قولِ حضرت علی رضی اللہ عنہ،

۱۲۔ صحیح بخاری ج ۲/ ص ۱۰۵، مترجم محمد عادل خان نقشبندی، دینی کتب خانہ، لاہور،

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۳۶/ حدیث نمبر ۲۷۶،

۱۴۔ حاشیہ صحیح مسلم مع شرح نوری ج ۵/ ص ۱۰۶، مترجم وحید الزماں، خالد احسان پبلشرز، لاہور،

۱۵۔ رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی،

۱۶۔ سورۂ مائدہ، آیت ۸۲،

۱۷۔ طبقات ابن سعد، حصہ اوّل ص ۴۵۷، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی،

۱۸۔ سورۂ حج، آیت ۳۹،

۱۹۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۹۰،

۲۰۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۹۱،

۲۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۱،

۲۲۔ سورۂ مائدہ، آیت ۵۱ تا ۵۶،

۲۳۔ سورۂ انفال، آیت ۶۰ تا ۶۲،

۲۴۔ سورۂ بقرہ، آیت ۴۵، ۴۶،

۲۵۔ سورۂ صف، آیت ۴،

۲۶۔ مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ،

۲۷۔ (ا) جامع ترمذی، ج ۱/ ص ۴۰۸، مطبوعہ اردو بک اسٹال، لاہور،
(ب) مشکوٰۃ شریف حصہ دوم ص ۱۷۲، حدیث نمبر ۳۶۷۸، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۶۳ء

۲۸۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ،
۲۹۔ صحیح مسلم مع شرح نوری، ج۵/ ص ۷۱۲، حدیث نمبر ۳۶۷۸،
۳۰۔ سورۂ انفال آیت ۶۰،
۳۱۔ سورۂ نساء آیت ۱۰۲،
۳۲۔ سنن ابوداؤد،
۳۳۔ سید الکونین، محمد صادق سیالکوٹی، بحوالہ سیرت حلبیہ،
۳۴۔ سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰،
۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، رقم الحدیث ۲۹۵۶،
۳۶۔ مسند احمد، شعب الایمان بیہقی،
۳۷۔ معارف الحدیث ج ۲/ ص ۷۲، منظور احمد نعمانی،
۳۸۔ سورۂ توبہ آیت ۴۱،
۳۹۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۱۶
۴۰۔ سورۂ نساء آیت ۷۵،
۴۱۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۹۳
۴۲۔ سورۂ توبہ آیات ۱۴-۱۵،
۴۳۔ سورۂ عنکبوت آیت ۶۹،
۴۴۔ مسند احمد،
۴۵۔ مشکوٰۃ شریف حصہ دوم، ص ۷۰۴، حدیث نمبر ۳۶۲۸،
۴۶۔ ایضاً، حدیث ۳۶۲۲، بحوالہ صحیح مسلم،
۴۷۔ ایضاً، حدیث نمبر ۳۶۲۶، بحوالہ صحیحین،
۴۸۔ سورۂ بقرہ، آیت ۱۵۴،
۴۹۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۹،
۵۰۔ مشکوٰۃ حصہ دوم، ص ۷۰۱، حدیث نمبر ۳۶۰۳، بحوالہ صحیح بخاری،
۵۱۔ صحیح مسلم مع شرح نووی ج ۵/ ص ۱۵۷،